مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۴ء اور ۱۹۶۱ء

قسط (۲۵)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب' اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیق عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.................. (مرتب)

ثبات اخلاص وبقاء کلمہ حق:

لایضیع عمل عامل منکم ذکراوانثی --- وعلیه فلیتوکل المتوکلون یہ سب کچھ جو ہورہا ہے اگر ایک ذرہ اخلاص وصداقت بھی رکھتا ہے تو پھر نہ خوف زیاں ہے اور نہ خدشہ ضیاع' اور ان شاء اللہ لاخوف علیهم ولاهم یحزنون کا معاملہ ارباب عمل کے لئے ہر وادی اور ہر گوشہ کار میں کارفرما ہے۔ شاہان عالم کے بنائے ہوئے محل مٹ گئے اور قوموں کے آباد کئے ہوئے شہر ویران ہوگئے۔ کان لم یغنوا فیها لیکن اصحاب اخلاص کا ایک کلمہ حق اور ایک نقش صدق بھی لوح عالم سے محو نہ ہوسکا حتی کہ جو بقاءِ ذکر عظیم الشان بابل کے آباد کرنے والوں اور مصر کے سربفلک مناروں کے بنانے والوں کو بھی نصیب نہ ہوا وہ اصحاب کہف کے ایک بے زبان کتے کو اس غیر فانی

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کتاب کی لوح محفوظ میں حاصل ہے جس کی دائمی حفاظت کی تصدیق میں خود اللہ نے اپنی ذمہ داری پیش کی ہے۔

و کلبھم باسط الخ ــــ ہر گز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسلام میں صنعت وحرفت کی اہمیت:

کسی بھی اچھی صنعت کی فضیلت کیلئے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وصف کو اپنے اور اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کیا ہے' خدا کا ارشاد ہے صنع اللہ الذیٓ اتقن کل شیء اسی وجہ سے خدا کو صانع بھی کہا جاتا ہے گو خدا کی صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں مگر اسمیں رسمی مشارکت بھی فخر کی بات ہے فی الجملہ نسبتے شودرا کافی ۔۔سیرت حلبیہ میں ہے کہ محشر میں یا محمد سے شفاعت کیلئے ندا کی جائے گی مخصوص بالندا حضور ﷺ ہیں مگر اس کی مشارکت کی وجہ سے جن کا نام بھی محمد ہو اس کو ایک حد تک شفاعت کی اجازت دے دی جائے گی' جہاز سازی کی صنعت کا افتتاح سب سے پہلے اولوالعزم رسول حضرت نوحؑ سے کروایا گیا۔ فاوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا حضرت داؤد علیہ السلام کو فولادی زرہوں کی تعلیم دی گئی جو اس وقت جنگی دفاع کا ایک اہم اسلحہ تھا وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم حضرت کے صاحبزادے سلیمانؑ نے عظیم الشان صنائع عمارات اور حرفتوں کے قیام کے لئے جنات تک مسخر کردیئے بالخصوص فولادی صنعت کی تو اتنی اہمیت ہے کہ قرآن کی ایک سورۃ کا نام ہی الحدید یعنی فولاد رکھا گیا حتیٰ کہ اس میں حق تعالیٰ نے ہمیں متنبہ کیا کہ انسانی ہدایت کیلئے جس طرح وحی رسول اور کتاب بھیجے گئے۔ اس طرح جسمانی اور ملکی حفاظت کے لئے ہم نے حدید اتاری وانزلنا الحدید فیہ بأس شدید ومنافع للناس یہ سب انتباہات اس لئے دیئے گئے کہ نیکی کی راہ میں تمام مادی منافع سے فائدہ اٹھاؤ فرمایا واعدو الھم ماستطعتم الخ بشرطیکہ یہ تسخیری قوتیں بھیمیت و ابلیسیت کو معراج کمال تک پہونچانے کا ذریعہ نہ بنائے جائیں (خلاصہ از مضمون مولانا شبیر احمدؒ عثمانی)

حتی المقدور جنگ وجدال میں نہ پڑنا اور باریکیوں اور گہرائیوں میں نہ جانا بہتر:

جدال وتعمق فی الدین: قال علیہ السلام ھلک المتنطعون ای المتعمقون ۔وقال عمرؓ کونوا علی دین الاعراب حضرت امام اعظمؒ کو منسوب ہے کہ یکرہُ الجدال علی سبیل الحق اور جس نے القرآن غیر مخلوق کہا اس کے متعلق بھی مثل قائل خلق قرآن فرمایا کہ لاتصلوا حلفہ لانہ ینازع والمنازعۃ بدعۃ کذا فی شرح الفقہ الاکبر نقلاً عن تلخیص الزاھدی (وایضاً ذکرہُ صاحب مفتاح السعادۃ) قال ابویوسف ــ لایجوز الصلوۃ حلف المتکلم وان تکلم بحق لانہ مبتدع

امام مالکؒ کا قاعدہ تھا جب کسی مسئلہ کا سوال کیا جاتا تو پوچھتے کیا یہ صورت پیش آئی ہے اگر جواب اثبات میں ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے حضرت شیخ اکبر نے فتوحات میں کیا خوب فرمایا کہ فان فیہ تلمیح الی من افتیٰ

فی الحوادث الفرضیة قبل وقوعها فلا دین له ولا علم۔ حضرت امام اعظمؒ نے زوج مفقود الخبر کے متعلق سوال کیا حضرت قتادہؒ نے پوچھا کیا یہ صورت پیش آئی ہے اگر نہیں تو فرضی سوالات و جوابات بدعت ہیں۔

قاضی یحیٰ بن سعید انصاریؒ نے قاضی ابو یوسفؒ کو مسئلہ غلام مشترک کے مباحثہ میں فرضی صورتوں کی بحث و تعمق سے انکار کردیا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ابرھا قلوباً واعمقھا علماً والی جماعت سے فیضان علم و عمل کیا۔

قال الامام غزالی: وھذا اذا سمعته من محدّث اوحشوی انما خطرببالك ان الناس اعداء لما جھلوفاسمع ھذا ممن خبرالکلام ثم تلا بعد حقیقة الخبرة والتغلغل فیه الی منتھیٰ درجة المتکلمین وجاوزذلك الی التعمق فی علوم اخری وتحقق انّ الطریق الی حقائق المعرفة من ھذالوجه مسدود (احیاء)

یعنی اگر یہ بات کوئی محدث تم سے کہتا تو تم کہہ دیتے کہ اس ظاہر پرست اور حدثنا واخبرنا میں گم رہنے والے کو علم الکلام وفلسفہ کے دقائق کیا معلوم؟ پس یہ بات تم سے وہ شخص کہتا ہے جس نے علم کلام اور نیز تمام علوم عقلیہ میں علم ونظر کا وہ درجہ حاصل کیا جو متکلمین کا منتہا درجہ ہوسکتا ہے، تاہم آخر میں یہی معلوم ہوا کہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے یہ راہ بالکل بند ہے۔

کسی نے ساری عمر بادیہ کلام میں بسر کرکے آخر کہا تو یہ کہا ماعرفت مما حصلت شیئاً سویٰ ان الممکن مفتقرة الی المرجح اور کسی نے علم الکلام میں پچاس کتابیں تصنیف کر کے مرتے وقت کہا اموت وما عرفت شیئا کسی نے کہا اموت علی عقیدہ عجائز نیشابور اور کسی نے کہا کہ لقد خضت البحر الخضم وخلیت اھل الاسلام وعلومھم ودخلت فی الذی نھونی عنه وآلان فان لم یتدارکنی ربی برحمة فالویل لابن الجوینی وھا انا ذا اموت علی عقیدة امّی۔ یعنی ساری کاوشیں کرکے آخر میں یہ حال ہوا کہ اپنی ماں کے عقیدہ پر دنیا کو چھوڑتا ہوں۔ علم کلام قدیم کے سب سے بڑے علمبردار معتزلہ تھے اور ان کے بعد متاخرین اشاعرہ مگر یہ انہی ائمہ فن کی شہادتیں ہیں۔

تفسیر کبیر ، اساس التقدیس اور مطالب عالیه کے مصنف امام رازی اپنی آخری تصنیف (جواقسام ذات کی نسبت ہے) میں ان کے اعماق قلب سے کیا صدا نکلی۔ لقد تاملت الطرق الکلامیة والمناھج الفلسفیه فما رأیتھا تشفی علیلاً ولاتروی غلیلاً ورایت اقرب الطرق طریق القرآن ۔۔ اقراء فی الاثبات الرحمن علی العرش استوی ۔۔ وفی النفی لیس کمثله شیی ومن جرب مثل تجربتی عرف مثل معرفتی کذا نقله ملا علی قاری فی شرح الفقه الاکبر (تذکرہ ص ۲۳۰)

وللہ درالقائل حیث قال ؎ وفی المحبة ما ادّق بیانه متحیرفیه الامام الرازی

امام غزالی کا قول: شک جستجو کی علت ہے جستجو سے تحیر پیدا ہوتا ہے اور تحیر وسیلہ یقین ہے' امام غزالی کا یہ قول ان کے تمام علم واختیار کا ماحصل ہے میں اس قول کی صداقت پر گواہی دینا چاہتا ہوں الخ (آزاد کی کہانی خود آزادؒ کی زبانی ص ۳۴۲)

فلسفہ ومنطق کے بجائے معرفت الٰہی میں اشتغال نجات:

فماذابعد؟ وقع الیّ کتاب صغیر فی اردو اسمه "ارشاد رحمانی " من تالیف العالم الربانی الشیخ محمد علی المونگیری موسس ندوة العلماء ۔۔خص بالذکر شیخه مولانا فضل الرحمن الگنج مراد آبادیؒ و کیف تعرف به۔ سأله من الکتب التی یقرء ها ولما ذکر کتب الفلسفة والمنطق امتعض الشیخ وقال نفرض انك قرء ت هذالکتاب وبرعت فی هذا العلوم "الیونانیة' فماذابعد؟ وای فائدة تجنیها ؟ امش معی الی قبررجل لم یعرف من هذا العلوم قلیلاً ولا کثیراً ولکن عرف الله وکان له معه شان۔ ثم امس معی قبر فلان من ائمة المنطق ومن کبار المؤلفین فی هذا الموضوع تر عجباوتر فرقا واضحاً (مقاله لابی الحسن علی الندوی البعث الاسلامی مجلة عربية تصدرمن لکهنو مارچ ۱۹۵۶ء)

سلف کا علم وتعلیم، تدریس ومطالعہ میں انہماک کے چند عبرت افروز مناظر:

شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ اپنی طالب علمی کا حال درج کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: ''دراثنائے مطالعہ کہ وقت ازنیم شب درمی گذشت والدم قدس سرہ مرا فریاد میزدہ باباچہ می کنی شیخ فرماتے کہ والد کی آواز سن کر فی الحال دراز می کشیدم" تادروغ نہ شودمی گفتم کہ خفتہ ام چہ می فرمایند مگر پھر باز برمی نشستم ومشغول می شدم

''آپ کے والد کو آدھی آدھی رات تک پڑھنے سے آپ پر رحم آجاتا اور کہتے کہ کب تک جاگوگے؟ شیخ اسوقت لیٹ جاتے اور کہتے کہ لیٹا ہوں کیا حکم ہے؟ اور پھر کچھ دیر بعد اٹھ کر مطالعہ میں پھر مشغول ہوجاتے۔''

شیخ ہی نے یہ بھی لکھا ہے: چند بار دستار وموئی سر آتش چراغ درگرفتہ باشد ومرا تا رسید نی حرارت آن بجرہ دماغ خبر نہ (کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ پگڑی اور بالوں کے قریب رکھے چراغ سے آگ لگ جاتی اور جلن کی اثر پہنچنے تک خبر بھی نہ ہوتی) سلطان المشائخ نظام الاولیاء طالبعلمی کے زمانہ میں بخطاب بحاث ومحفل شکن مخاطب گشت (تذکرہ الاولیا ص ۱۰۱) (یعنی اساتذہ سے ردوقدح سوال وجواب کرنے اور شبہات وخدشات پیش کرنے میں آپ کو خاص امتیاز حاصل تھا'اس لئے نام ہی ''بحاث'' ہوگیا اور محفل شکن سے مراد درس کی محفل میں اساتذہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا'')

(ماخوذ از علامہ مناظر احسن گیلانی کی معرکۃ خیز کتاب نظام تعلیم وتربیت ص ۳۲۶ ج اول)

طالب العلمی کے زمانہ میں تدریس کا مشغلہ:

مولانا عبدالحئی فرنگی محل خودنوشت سوانح میں و کلما فرغت من تحصیل کتاب شرعت فی تدریسہ فحصل لی الاستعداد التام فی جمیع العلوم بعون اللہ الحی القیوم (نفع المفتی والمسائل ص ۲۵)

(جس کتاب کو پڑھنے سے میں فارغ ہوتا اسی کو پڑھانا بھی شروع کردیتا اس طرح تمام علوم میں میری لیاقت پختہ ہوتی چلی گئی اللہ حی وقیوم کی اعانت سے۔)

مولانا آزاد بلگرامی نے اپنے استاذ مولانا میر طفیل محمد کے ترجمہ میں لکھا ہے: ''اکثر آں بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند بہ تلامذہ خود درس می گفتند'' (مآثر الکرام ص ۱۵۰) ''اکثر ایسا ہوتا کہ جو کتاب خود پڑھ رہے ہیں اسے شاگردوں کو پڑھانا بھی شروع کیا''

دہلی اور ٹھٹھہ میں ہزاروں مدرسے:

صبح الاعشی میں قشقلندی نے دِلّی کا ذکر کیا ہے کہ ''فیھا الف مدرسہ واحدۃ للشافعیۃ وباقیھاللحنفیۃ'' ''ہندوستان کے پایہ تخت دہلی میں اسوقت ایک ہزار مدرسے تھے جن میں شافعیوں کا ایک اور باقی سب حنفیہ کے تھے'' اورنگزیب مرحوم کا زمانے کے مشہور سیاح ہملٹن کا بیان ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں مختلف علم وفن کے چار سو مدرسے تھے

(ہندوستان عالمگیر کے عہد میں نواب مرزا یار جنگ)

علم وفن کی قدردانیاں:

علم ودین کی اشاعت پر حکومتیں اسلامی عہد میں بیش قرار رقمیں صرف کرتی تھیں فیروز تغلق کے عہد میں و کانت الوظائف فی عھدہ العلماء والمشائخ ثلثہ ملاین (تین ملین) وستمائہ الف تنکہ

فیروز کے زمانے میں علماء ومشائخ کی تنخواہوں اور وظائف پر تین ملین یعنی چھتیس لاکھ تنکے خرچ ہوتے تھے۔''

مدرسہ آثار شریف درعہد عادل شاہؒ کے تذکرہ میں ابراہیم زبیری نے اس کے طعام خانہ کے بارہ میں لکھا: شاگرداں را از سفر آثار آتش و نان بوقت صبح بریانی و مزعفر و بوقت شام نان گندم و کھچڑی کھانے پینے کی حد تک نہیں بلکہ و فی ام یک ہون (انگریزی روپے کے ساڑھے چار روپیہ کا مساوی سکہ) و کتابہا کے فارسی و عربی مدد می نمائند

''روزانہ دن کے کھانے میں طلبہ کو بریانی اور مزعفر کی پلیٹیں اور رات کو گندم کی روٹی اور کھچڑی دی جاتی تھی اور ہر شخص کو ایک طلائی سکہ اور فارسی وعربی کتب کی اعانت ملتی تھی۔''

مولانا گیلانی کے دادا کے مکان پر محراب الھدایت والارشاد مرقوم ہونے کا مطلب:

مولانا گیلانیؒ کے دومنزلہ مکان کے ناصیہ پر تاریخی نام ''محراب الھدایت والارشاد گیلانی'' لکھا ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کے دادا بہار کے گیلانی گاؤں میں اسی گھر کے باہر برگد کے طویل وعریض درخت کے

نیچے چالیس برس تک تدریس کا عظیم کام انجام دیتے رہے اسی خام مکان پر یہ نام لکھا گیا تھا محراب کے معنی شیطان سے لڑنے کی جگہ ہے۔ اور ہدایت میں اشارہ ہے کہ جن لوگوں تک ہدایت نہیں پہنچی ہے ان کے لئے ہدایت اور جن کو ملی اس کے لئے پھر ارشاد و رہنمائی کی ضرورت کو پورا کرنے کا مقام یعنی باعتبار مآل کے اس جگہ پر بڑے کام انجام دینے کے ارادے مترشح ہوتے ہیں اگرچہ آگے چل کر یہ عملی شکل اختیار نہ کر سکے۔

گرمی سے بچنے کیلئے حجاج کی ایجاد بید کی شاخوں سے بنے خیمہ پر برف رکھنے کا رواج:

گیلانی فرماتے ہیں، خس کی ایجاد پر خیال آیا کہ حجاج بن یوسف نے کوفہ میں قریب قریب خس خانہ کے سبز بید کی شاخوں سے ایک چیز بنائی تھی، تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ حجاج گرمیوں میں فی قبة من خلاف (بید کی شاخوں) ای صفصاف سقفها بالثلج وهو يقطر عليه "بید کی شاخوں سے بنے ہوئے ایک قبہ میں رہتا تھا ان شاخوں کو پھاڑ پھاڑ کر بیچ میں برف بھری جاتی تھی وہ ٹپک ٹپک کر حجاج پر پڑتی رہتی تھی۔"

حکومتی اور معاشی مشاغل کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ:

علماء کا ایک بڑا طبقہ ایسا تھا جو حکومت کے بڑے عہدوں پر مامور ہوتے تھے اور تجارت وزراعت سب کچھ کرنے کے باوجود بالالتزام پڑھانے کا کام بھی آخر دم تک انجام دیتے رہتے تھے' عہد بلبن کے مستوفی الممالک اور صدر کل شمس الملک جیسے منصب عالی پر سرفراز ہونے کیساتھ ان کا امتیازی وصف 'اکثر علمائے شہر شاگرد او بودہ (اخبار الاخیار)

جن میں ایک حضرت نظام الاولیاء بھی ہیں اسی زمانہ کی بات تھی کہ نظام الاولیاء نے حریری کے چالیس مقامات زبانی یاد کئے تھے...... دربار اکبری کے عالم وحکیم ملا فتح اللہ شیرازی اگر مغل امپائر کا بجٹ تیار کرتے اور ٹوڈرمل کی وزارت کے شریک غالب تھے تو دوسری طرف صرف اعلیٰ طلبہ کو نہیں بلکہ بقول ملا بدایونی پانچ پانچ چھ چھ برس کے بچوں کو قاعدہ اور ہجاً نویسی بھی سکھاتے...... انگریزوں نے کلکتہ کو دار السلطنت بنا کر مولانا نجم الدین کاکوری کو قاضی القضاۃ چیف جسٹس کا عہدہ دیا مگر باوجود اس کے بمنصب اقضی القضاۃ کلکتہ ممتاز بود مع ہذا بہ تدریس وافادہ طلبہ علوم بغایت می کوشید " کلکتہ کے بڑے پوسٹ قاضی القضاۃ پر متمکن ہونے کے باوجود تدریس اور طلباء میں علوم بکھیرنے میں غایت درجہ کوشش کرتے تھے" (تذکرہ علماء ہند ص ۲۳۳)

عہد انگریز میں دہلی کے صدر الصدور ومفتی حضرت صدر الدین دہلوی آزردہ جلیل عہدہ کیساتھ مردم از بلاد امصار بعیدہ از و مستفید شدند بوجہ کثرت درس بہ تصانیف کم توجہ داشت " سرکاری عہدہ صدر الصدور اور دہلی کے منصب افتاء پر فائز ہونے کے باوجود بلاد بعیدہ کے لوگ آپ سے فیض پاتے تھے' اور درسی مشغولیات کی وجہ سے تصنیف کی طرف کم توجہ کرتے تھے"

تفریح اور ٹہلنے کے اوقات میں بھی درس کا مشغلہ:

سلسلہ خیر آبادی میں مولانا فضل حق خیر آبادی بن مولانا فضل امام صاحب مرقاۃ المنطق کو واسطۃ العقد اور درۃ التاج کا مقام حاصل تھا' اسیری فرنگ سے قبل امارت و دولت کے باوجود عمر بھر درس دیتے رہے' وقت خاص تفریح کا بھی مقرر تھا شطرنج کا شوق تھا بساط بچھتی تھی لیکن تفریح کے اس وقت میں بھی "درعین حقہ کشی و شطرنجبازی تلمیذے را سبق افق المبین میداو مطالب کتاب را با حسن بیانے دل نشین می نمود (تذکرۃ علماء وہند ص ۱۶۵ مولانا رحمان علیؒ) حقہ کشی اور شطرنج کھیلتے ہوئے بھی شاگرد کو 'افق المبین'' جیسی پیچیدہ کتاب کا بڑے اچھے انداز سے درس دیتے تھے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کو ۲۴ گھنٹوں میں تھوڑی دیر کیلئے اختلاج کا دورہ آخر عمر میں ہونے لگا تھا اس وقت شاہ صاحب مکان سے نکل کر مسجد تک ٹہلتے تھے مگر اس وقت بھی مشی کرتے ہوئے یعنی چلتے وقت مقامات حریری کا درس جاری رہتا جس کے لئے یہی وقت مقرر تھا۔ ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

سند فراغت حاصل کرنے کی اوسط عمر:

فیضی جیسا ہمہ داں: فنون رانزد پدر در چہاردہ سال گی بانجام رسانید

مولانا فضل حق '' خیر آبادی: فراغ علمی بعمر سیز دہ سالگی حاصل نمود (علوم رسمیہ معقولات اور حدیث وغیرہ سارا قصہ تیرہ سال میں ختم ہوگیا۔)

مولانا عبدالحیؒ فرنگی محل: ومن بدء السنة الحادية عشر شرعت فی تحصيل العلوم ففرغت من الكتب الدرسية فی الفنون الرسميه الصرف والنحو (الی آخر قال) حين كان عمری ۱۷ سنة (خودنوشت سوانح)

شاہ ولی اللہ الدھلویؒ: بالجملہ از فنون متعارفہ بحسب رسم ایں دیار در پانز دھم فراغ حاصل شد (انفاس العارفین)

علامہ محمود جونپوری: نزد استاد الملک شیخ محمد افضل جونپوریؒ تلمذ نمود در عرض ہفتدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند (ماثر ص ۳۰۲)

مولانا عبدالعلی بحرالعلوم: سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر فائق اقران اور فاضل اماثل ہوگئے (حدائق حنفیہ ص ۴۶۷)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ: اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فراغت پا کر علم طریقت شیخ محمد عابد سے اخذ کیا نیز اسی عرصہ میں ایام تحصیل علم میں علاوہ کتب (درسیہ) کے ۳۵۰ کتابیں مطالعہ کیں۔

امام ابن تیمیہؒ: امام ابن تیمیہؒ نے ۲۲ برس کی عمر میں والد کے انتقال کے بعد ۲ محرم ۶۸۳ کو دارالحدیث السکریہ میں درس دیا جس میں قاضی القضاۃ بہاء الدین بن الزکی الشافعی شیخ تاج الدین انفرادی زین الدین بن المنجا الحنبلی جیسے سربرآوردہ علماء شریک ہوئے (تاریخ دعوت وعزیمت حصہ ۲ ص ۳۱)

دیگر اقوام و مذاہب کی زبانوں میں مہارت:

مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی کو حبرو (عبرانی) میں دستگاہ حاصل تھی۔

علامہ تفضل حسین خان: (انگریزی ورومی (لاطینی) یونانی را نیکو گفتہ وخواندے ونوشتے (نجوم السماء ص ۳۲۴)
قاضی غلام مخدوم چڑیا کوٹی: زبان سنسکرت میں امتیاز حاصل کیا۔ (تذکرہ علماء ص ۱۵۷)
مولوی نصرت علی خان قیصر دہلوی: ماہر زبان فارسی وعربی وترکی وانگریزی وہندی ست (تذکرہ علماء ص ۲۳۷)
انکے والد مولانا ناصر الدین: مناظرہ عیسائیت کیلئے تورات، انجیل بالتفسیر عبرانی ویونانی از علماء اہل کتاب اخذ کردہ
مولوی نجف علی جھجھر: پنجاہ رسائل بالسنہ خمسہ کہ دری و پاژندی عربی وفارسی اردو عبارت از انست نیز شرح مقامات عربی بہ صفت اہمال (بے نقط) تصنیف کرد
مولانا محمد قاسم نانوتوی: جہاز کے انگریز کپتان اٹالین سے بحث کرنے کے بعد انگریزی زبان سیکھنے کا عزم کیا۔
مولانا اشرف علی تھانویؒ: فرماتے ہیں کہ ہم تو جیسا بخاری کے مطالعہ میں اجر سمجھتے ہیں میر زاہد امور عامہ کے مطالعہ میں بھی ویسا ہی اجر سمجھتے ہیں۔
شاہ عبدالعزیزؒ: فرماتے ہیں فاضلے از اکابر علماء آمدہ اندو تحقیق توریت بلسان عبری می کردم (ملفوظات عزیزیہ ص ۲۷)

اواخر عمر میں حفظ قرآن کی دولت کا حصول:

میر محب اللہ بلگرامی: در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بھم رسانید بر بالاخانہ خود نشتہ در عرصہ شش ماہ قرآن رایاد کرد (ماثر ص ۱۳۸)
مشہور مدرس ومحشی مولانا معین الدین کڑوی: باواسط عمر خود باوجود کثرت درس حفظ قرآن می کرد (ص ۲۲۹)
شیخ احمد فیاض انبھٹی: آں کبیر سن بر بستر بیماری صعب افتاد وقرآن مجید را در یک سال یاد گرفتہ (ص ۸۳)
مولانا فضل حق خیر آبادیؒ: قرآن مجید در چہار ماہ یاد گرفت (ص ۱۶۴)
مولوی روح اللہ لاہوری: مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو ''بسی روز بماہ رمضان قرآن حفظ کرد''
عالمگیر اورنگزیب: اس ذوق کی انتہا ہے کہ اورنگ تخت جہاں بانی پر جلوہ افروز ہونے کے بعد خود بھی اور اپنی بیٹی زیب النساء کو قرآن حفظ کرایا۔
مولانا عبدالحئی نبیرہ مولانا احمد علی محدث: پچاس سال کی عمر میں قرآن پاک یاد کیا۔
مولانا شبیر احمد عثمانیؒ: نے سن کہولت میں یاد فرمایا۔
شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ: سن کہولت ہی میں جیل خانوں میں یاد فرمایا
حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ: نے سفر حج کے دوران جہاز میں روزانہ ایک ایک پارہ یاد فرما کر رات کو تراویح میں پڑھایا (مناظر احسن گیلانی) (ہندوستان میں نظام تعلیم وتربیت مصنفہ مولانا مناظر احسن گیلانی)

سفرنامہ دیوبند

ایک طویل عرصہ کے صبر آزما جدوجہد کے بعد مولانا سمیع الحق کو ۱۹۶۱ء میں ہندوستان کا ویزہ ملا اور اپنے علمی قبلہ دارالعلوم دیوبند کی زیارت کی آرزو جو حضرت مدنی کی حیات سے دل میں لئے ہوئے تھے' پوری ہوئی، اس سفر کی کچھ تفصیلات انہوں نے اپنی ڈائری میں قلمبند کیں' اگر چہ یہ سفرنامہ مکمل تو دستیاب نہیں تاہم جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی انکے دل اور جذبات کی ترجمانی اور قلم کی آب وتاب روانگی' شگفتگی پر دال ہیں مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ (عرفان الحق)

پہلا سفرِ ہندوستان...... حسین اور مبارک یادیں: مدت مدیدہ اور دیرینہ خواہش اور تمنا، خدا کے فضل وکرم سے پوری ہوئی۔ ۲۸ مئی ۶۱ء بروز اتوار اکوڑہ خٹک سے سندھ ایکسپریس سے سفر ہند پر روانگی ہوئی۔ شام کو آٹھ بجے لاہور پہونچا، شاہ عالمی لاہور' گلبرگ ہوٹل میں ۲ جون تک قیام رہا۔ برادرم عبداللہ کاکاخیل رفیق سفر ہند، یکم جون کو کراچی سے پہونچے اور ہم دونوں ۲ جون کو بروز جمعہ لاہور سے اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔ ۳ بجے تک لاہور سٹیشن میں کسٹم ویزا پاسپورٹ کے معائنہ جات اور اندراجات سے فارغ ہوئے اور تین بجے گاڑی ہندوستان روانہ ہوئی۔ چند منٹ بعد ہم سرزمین ہند میں تھے' جس کے چپہ چپہ پر ہمارے اکابر اور بزرگوں کی روایات نقش اور عظمت رفتہ کی داستانیں وابستہ ہیں۔ ۴ بجے گاڑی امرتسر پہونچی اور دو تین گھنٹے میں ویزا وغیرہ سے فراغت ہوئی۔ خدا کے فضل وکرم سے کوئی دقت پیش نہ آئی۔ رات کے پونے آٹھ بجے ہوڑہ ایکسپریس سے روانگی ہوئی اور دو بجے رات سہارنپور میں اُترنا پڑا۔ صبح تک اسٹیشن ہی میں رہے۔

سہارنپور میں: نماز فجر کے بعد اسٹیشن سے نکلے کہ اس شہر کے سی آئی ڈی انسپکٹر کے ہاں ہمیں آمد کی اطلاع درج کرانی ضروری تھی' اس وحشت کدہ غربت میں خدا نے مولانا عبدالحفیظ صاحب دیروی مدرس مظاہر العلوم سہارنپور سے برسرراہ ملایا ان کے ساتھ مدرسہ خلیلیہ شاخ مظاہر العلوم گئے' کچھ دیر آرام کیا، چائے پی اور دوپہر کا کھانا انکے مکان پر کھایا اس کے بعد ویزا آفس گئے اور اندراجات کرآئے۔ ظہر کی نماز پڑھی اور بس کے ذریعے اپنی منزل مقصود وکعبہ عقیدت دیوبند روانہ ہوئے۔ اسی دن ۳ جون ۳ بجے ظہر دیوبند اترے اور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز کے آستانہ عالیہ پہونچے دروازہ ہی میں مولانا عبدالحق دامانی خادم خانقاہ حضرت شیخؒ کھڑے تھے ان کو پہلے سے امید اور انتظار تھا' یہیں پر کپڑے بدلے' چائے سے فارغ ہوئے، مولانا اسعد صاحب خلف الصدق حضرت شیخؒ اور دیگر حضرات سہارنپور دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے ہمارے بھیجنے کی ہدایت بھی کی تھی۔ قبل از مغرب اور بعد از عصر مولانا عبدالحق صاحب دامانی نے دارالعلوم کی اجمالی سیر کرائی۔

قبرستان میں قاسمی: مسجد دارالعلوم میں نماز پڑھی اور پھر حضرت شیخ الاسلامؒ حضرت نانوتویؒ۔ حضرت شیخ الہندؒ کے مزارات مبارکہ پر حاضری ہوئی۔ آہ کتنی حسرتیں عمر بھر اٹھیں اور نصیب حرمان ہوئیں' حضرت شیخؒ آج دیوبند میں موجود تھے' مگر خاموش سرہانے' بیٹھے اور دل و دماغ نے دل کھول کر حرمان نصیبی کا ماتم کیا۔ جذبات

واحساسات نے اپنے فیاض اور مہمان نواز شیخؒ کے اس سکوت اور خاموشی اور عدم پذیرائی پر شکوہ کیا مگر عقل نے دامانِ دل تھام لیا کہ اس باب میں شکوہ کی کیا مجال' ہاں حاتم طائی کی قبر نے آ کر ساتھ اترے ہوئے قافلے کی مہمان نوازی فرمائی تھی تو اسلام و آزادی کے ان شیروں نے بھی اپنے نو واردوں کی تواضع دلی سکون اور قلبی طمانیت اور روحانی وارفتگی سے بقدر ظرف مہمان فرمائی ۔قلبی سکون میں ڈوبے ان حسرتوں اور مایوسیوں کے ساتھ ساتھ بہر حال اس سعادت کو بھی غنیمت سمجھا اور خدا کا شکر ادا کیا اپنی فلاح وسعادت کے لئے ان عبادکاملین کی روح پر فاتحہ خوانی کی بعد از عصر خانقاہ میں خانقاہ کے چراغ آخرین اور حضرت شیخؒ کے محرم اسرار خادم خاص قاری اصغر علی صاحب مدظلہ بھی وطن سے پہونچے انہیں مولانا اسعد صاحب نے ہمارے آنے کی اطلاع دی تھی ان سے ملے اور پھر شام کو گاڑی سے سہارنپور ایک صاحب کی رہنمائی میں گئے۔

سہارنپور کانفرنس میں: حکیم اسماعیل صاحب دہلویؒ کے مکان پر مولانا اسعد صاحب مدظلہ و دیگر مہمان موجود تھے' مولانا سے ملنا ہوا اور کھانے سے فارغ ہو کر جلسہ گاہ گئے بعد از عشاء قاری محمد طیب صاحب کی صدارت میں کانفرنس شروع ہوئی۔ قاری صاحب کے خطبہ استقبالیہ سے قبل مولانا اسعد صاحب کی تعارفی تقریر اور شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مدظلہ کے کلمات دعائیہ کے ساتھ تقریب کا آغاز ہوا۔ جلسہ میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاری کی تقریر ہوئی اور بارہ ایک بجے کے قریب مولانا اسعد صاحب کے ساتھ کار میں رات کے آرام کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم کی قدیم عمارت میں گئے۔

سہوہاری شیخ الحدیث مولانا زکریا قاری طیب مفتی مہدی حسن کی زیارت: رات گزری' صبح حضرت الشیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سے ملے ،ان کے مکان میں ان کی مجلس میں صبح کی چائے پی اور پھر حکیم اسماعیل صاحب دہلوی کے مکان میں گئے جہاں اکثر اکابر موجود تھے' یہاں حضرت مہتمم صاحب اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی مولانا مہدی حسن صاحب وغیرہ حضرات سے ملے اور پھر ان حضرات سے رخصت لیکر گاڑی سے دیوبند آئے۔

شیخ الاسلام کے گھر پر قیام: اور پھر آٹھ جون جمعرات تک دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخؒ کے مکان پر قیام رہا۔ بزرگوں سے ملے، مدرسہ کی اجمالی سیاحت ہوئی، بزرگوں کی شفقتوں اور محبتوں سے مالا مال ہوئے، حضرت شیخؒ و دیگر حضرات کے مزارات پر حاضری نصیب ہوتی رہی اور رہے نصیب ہر صبح و شام کی چائے کی نشست میں حضرت شیخ الحدیث مولانا فخر الدین احمد صاحب مراد آبادی اور حضرت قاری اصغر علی صاحب کی محبت و خلوص صحبت و شفقت سے متمتع ہوتے رہے۔ ۴ جون کی شام کو حضرت مہتمم صاحب نے مکان پر کھانے کیلئے بلایا ،دوڈھائی گھنٹے انکے فیوضات سُنے ،کھانے کی مجلس میں انکے صاحبزادوں اور جناب مولانا حامد الانصاری غازی بمبئی سے بھی ملاقات ہوئی۔

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی اجازت حدیث: اس دوران ۷ جون کو حضرت شیخ الحدیث صاحب سے تبرکاً بخاری شریف کی چند عبارتیں سُنوا کر دعالی اور سند حدیث کی خصوصی سند عنایت فرمائی ۔فللہ الحمد والمنہ

سند خصوصی

حضرت الشیخ مولانا الحاج السید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث بدار العلوم دیوبند دامت ظلال برکاتہم

الاجازة المسندة لسائر الكتب الحديثية

شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین احمد" شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کی طرف سے دیئے گئے اجازت نامے کا عکس

رات کو قیام برادر عزیز جگر گوشہ حضرت شیخؒ مولانا ارشد مدنی کے مخصوص کمرہ واقعہ برج شمالی متصل دارالحدیث میں رہتا۔ ۸ جون کو صبح عازم دہلی ہوئے۔ برادرم ارشد صاحب بھی رفیق سفر تھے۔ ۹ بجے شہر کھتولی میں مولانا خان جہان پوری کی دعوت پر جو خود دیوبند تشریف لا کر دے گئے تھے۔ اُترے مولانا اسٹیشن میں خود موجود تھے ان کے ساتھ بگی میں شہر سے دو میل دور ان کے گاؤں خان جہانپور گئے' مولانا حضرت شیخ الہندؒ اور دیگر ممتاز اکابر تک سے خاص روابط رکھتے تھے' اور ان کے اس قلعہ نما مکان میں حضرت شیخ الہند اور حضرت شیخ الاسلامؒ و دیگر اکابر بارہا فروکش ہوئے ہیں' دو پہر ان کے ہاں گزاری اور پھر تینوں ساتھی پانچ بجے یہاں سے روانہ ہو کر ۶ بجے دوسری گاڑی سے دہلی روانہ ہوئے' اس گاڑی میں حضرت شیخ الحدیث صاحب بھی تشریف لے جا رہے تھے۔

دہلی کی عظمت رفتہ کا ذکر: رات کے ساڑھے نو بجے گاڑی دہلی اسٹیشن پر کھڑی ہوئی' دہلی صدیوں اسلام کے ایک بہت بڑے حکومت کا پایہ تخت رہا' جہان شاہجہان اور اکبر کی عظمت اور جہانگیر کی عدالت عالمگیر اورنگزیب علیہ الرحمۃ کے خلافت علی منہاج النبوت کے جھنڈے بلند ہوئے اور جہاں خانوادہ ولی اللہی نے قرآن وحدیث کے چشمے بہا کر اطراف واکناف ہند کو شعاع نبوت سے منور فرمایا اور جہاں مجاہد جلیل سید احمد شہد کو درس جہاد دیا گیا اور جہاں سے سید اسماعیل شہید نے ظلمت کدہ ہند کو نور ایمان وہدایت سے روشن کرنے کے لئے عزم فاروقی اور جلال حیدری سے اٹھ کر دشمنان اسلام کے جنود پر یلغار کیا' حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت خواجہ بختیار کاکی اور دیگر ان گنت اولیاء اللہ نے یہاں سے دنیا کو للھیت اور عبدیت خداوندی کا درس دیا۔ اور جس کی گود میں مولانا آزادؒ اور دیگر عظماء کے آزادی نے برصغیر ہند کو للکارنے جھنجھوڑے اور بیدار کرنے کے بعد ابدی آرام فرمایا اور آہ جس کی درودیوار پر مسلمانوں کے عظمت رفتہ کے دھندلے نشان ثبت ہیں وہ عظمت جس کے زوال پر اس دہلی میں سر بفلک قطب مینار مرثیہ خوان ہے' وہ دہلی جس میں عالم اسلام کا عظیم الفرادی مسجد جامع دہلی آج بھی پورے وقار وتمکنت کے ساتھ ہند کے ظلمت کدوں میں براجمان ہے اور جس کی پانچ وقتہ اذانیں اردگرد گری ہوئی انسانیت پتھروں اور بے حس مجسموں کے سامنے ذلیل انسانیت ایک خدا سے ٹوٹی ہوئی مخلوق کو اللہ اکبر اللہ اکبر کی دلدوز صداؤں سے ایک خدا اور اس کی تعلیمات کے سچے اور ابدی علمبردار پیغامبر امن وانصاف ﷺ کی سچائی وصداقت کی تعلیم دی جاتی ہے آہ جسکے لال قلعہ کی ہر ہر اینٹ اور پتھر سے حسرت اور افسوس اور بے کسی وزبوں حالی ٹپکتی ہے اور جس کے خونیں دھبوں میں اپنے وارثوں کیلئے کامیابی وکامرانی کا درس وعبرت کا سامان موجود ہیں۔ (افسوس کہ یہ تحریر یہاں تک ملی اور آگے نامکمل رہی) ...... ذیل کا خط مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد ماجد شیخ الحدیثؒ کے نام دیوبند سے بھیجا جس میں اس سفر ہند کی بعض تفصیلات پر مزید روشنی پڑتی ہے وہ بھی نذر قارئین ہے۔

سفر دیوبند کے حالات وخانوادہ مدنی اور اساتذہ دارالعلوم دیوبند اور اکابر کی شفقتیں، آل مسلم کنونشن دہلی میں شرکت:

۵/جون ۱۹۶۱ء ۲۰/ذی الحجہ بروز پیر دیوبند' مدنی منزل:

قبلہ و کعبہ دارین دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ایک ملفوف پرسوں ارسال خدمت کرچکا ہوں خدا کرے مل چکا ہو۔ پرسوں اورکل سہارنپور مولانا اسعد صاحب کی معیت میں دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی' رات کو جلسہ میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا خطبہ صدرات اور حضرت مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن کی تقریر سنی اور پھر کل مولانا ارشد سلمہ کے ساتھ دیوبند واپس ہوئے۔ جلسہ کی وجہ سے دارالعلوم کے اسباق ابھی تک بند تھے۔آج بروز بدھ ۵ جون کو اسباق شروع ہورہے ہیں اکثر اساتذہ وطلبہ آج تک پہونچ جائیں گے ۔حضرتؒ کے مکان پر قیام ہے، حضرت مولانا فخر الدین شیخ الحدیث بھی یہیں رہتے ہیں۔ خانقاہ میں ساری رونق حضرت مولانا قاری اصغر علی صاحب مدظلہ کے دم خم سے ہے۔ وہ بے پناہ شفقت اور محبت کرتے ہیں۔ حضرت مدنیؒ کے صاحبزادے اور حتی کہ گھر والے تک ہروقت ہمارے آرام کا خیال کرتے ہیں۔اپنے گھر سے بھی زیادہ سکون وراحت میسر ہے۔ حضرت مولانا ارشد میاں تقریباً ہروقت اور ہر جگہ ساتھ رہتے ہیں۔ یہ سب حضرت والا کی برکات ہیں۔ ورنہ مجھ جیسا کورعلم وعمل اور اتنی سعادتیں کہاں' وہی روحانی کیف اور چہل پہل ہے، مگر ان سب خوشیوں کے ساتھ ساتھ ہروقت یہ حسرت اوردرد دل میں اٹھتا ہے کہ حضرت اقدسؒ کی حیات طیبہ میں وسائل ذرائع اور تعلقات کے باوجود ہم تہی دست اس متاع عظمیٰ حاصل کرنے سے محروم رہے۔تقریباً تمام ملازمین مطبخ وغیرہ پرانے ہیں۔ اور آپ حضرات کی یاد ان کے دلوں میں تازہ ہے ۔مولانا مبارک علی صاحب مدظلہ کل شام وطن سے واپس ہوئے' تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی' بے حد کمزور ہو چکے ہیں' انہوں نے آج اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی ہے ۔ حضرت مہتمم صاحب سے کل سہارنپور میں جلسہ کے موقع پر ملاقات ہوئی تھی۔آج دیوبند تشریف لائے ہیں ،ان شاء اللہ ان کے مکان پر حاضری ہوگی۔ مولانا اسعد صاحب کی مصروفیتیں بے پناہ ہیں۔ جمعیت کی ساری ذمہ داریاں اور دوڑ دھوپ ان کے سر ہیں۔ خانقاہ میں بھی ان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہے ۔آج مظفر نگر میں جمعیۃ کا اجلاس شروع ہوگا سب حضرات وہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ مولانا اعزاز علی صاحب مرحوم کے صاحبزادہ سے ملاوہ بھی سلام فرماتے ہیں۔ ابھی تک دارالعلوم کے شعبوں اور دفاتر اساتذہ دیکھنے کا تفصیلی موقع نہیں ملا۔ کاش فرصت ہوتی تو ایک عرصہ یہاں رہ سکتا۔ گنگوہ اور تھانہ بھون جانے کا بے حد شوق ہے مگر ویزا نہیں اور بغیر ویزا اور رپورٹ کرنے کی ایک جگہ سے دوسرے جگہ نقل وحرکت مشکل ہوتا ہے پھر بھی کوشش ہے کہ یہ سعادت حاصل ہو۔ دو چار دن کے بعد ان شاء اللہ ایک دو یوم کے لئے دہلی جانا ہوگا اور پھر واپسی ہوگی ۔ان شاء اللہ ۱۰ رجون کو تمام ملک کے اصحاب فکر وعمل اور اصحاب رائے کا آل مسلم کونشن دہلی میں ہورہا ہے۔ صاحبزادہ ارشد اوران حضرات کا اصرار ہے کہ مسلم کونشن میں ہمارے ساتھ شرکت کرلو تو سب اصحاب علم وفکر کو دیکھ لوگے ، یہاں بحمد للہ خیریت ہے۔ لو بہت چل رہی ہے' دعا کا طالب ہوں۔ سب متعلقین اور پرسان حال کو سلام مسنون۔ یہ خط ناظم صاحب اور رفقاء کی خدمت میں بھی ہے۔

سمیع الحق دیوبند ۵ جون ۱۹۶۱ء

■ ■ ■